عبداللطیف خالد چیمہ

آپریشن وزیرستان

بالآخر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔ کہنے والے بہت پہلے سے کہہ رہے تھے کہ مذاکرات کے نام پر ایک نوٹنکی رچائی جارہی ہے جس کا آخری منظر بہرحال سفاک خونی آپریشن ہی ہے۔ چنانچہ پردہ اُٹھ چکا ہے اور لازمی وفطری نتائج اب نوشتۂ دیوار ہیں۔ ہم پوری دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ فوجی کارروائی اور آپریشن مسئلے کا حل نہیں ہے۔ سوات کا تلخ تجربہ سب کے سامنے ہے۔ کہ پانچ برس گزر جانے کے بعد بھی شہری انتظامیہ حالات کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہے اور ابھی تک فوج حالتِ جنگ میں وہاں موجود ہے۔

شمالی وزیرستان کی ریاستی مہم جوئی کے نتیجے میں بے گھر ہونے والے خاندانوں، عزت مآب ماؤں، بہنوں، بیٹیوں اور معصوم بچوں کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ آخری اطلاعات کے مطابق وزیرستان سے صرف اندرون ملک ہجرت کرنے پر مجبور ہونے والوں کی مصدقہ تعداد ۴ لاکھ ۳۵ ہزار ۲۲۹ ہوچکی ہے۔ عفیف باپردہ خواتین آپریشن کے نتیجے میں عمر بھر میں پہلی مرتبہ گھر سے باہر آئی ہیں بلکہ نکال دی گئی ہیں۔ عوام الناس جرمِ ضعیفی کی پاداش میں دربدر ہیں اور حکومتی دعوے حقائق کے یکسر برعکس۔ اگر یہ آپریشن دہشت گردوں کے خلاف ہے تو کون اس کی حمایت نہیں کرتا؟۔ لیکن یہ سوال اپنی جگہ پر قائم ہے کہ حکومت کی یہ کارروائی غیور وجسور قبائل کی سرزمین میں پہلا آپریشن نہیں، کیا یہ آخری آپریشن ہوسکتا ہے؟ آپریشن زدہ علاقوں سے ہجرت کرنے والے پہلے دہشت گردوں کا نشانہ تھے اب ریاست کے نشانے پر ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں آپریشن کے نتیجے میں بے گھر ہونے والوں کے احساسات کہیں ردعمل اور انتقام میں نہ بدل جائیں اور پھر دشمن ان انتقامی جذبات کو ایکسپلائٹ بھی کرسکتا ہے۔ ہم متحارب فریقوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے رویوں اور فیصلوں پر نظرِ ثانی فرمائیں کہیں ان کے نتائج ملک وملت کے احوال کی ہولناکیوں میں اضافہ نہ کردیں۔

حکومت ''دہشت گردی'' کو جڑ سے اکھاڑ پھینک کر امن کا راج قائم کرنے کا دعویٰ رکھتی ہے۔ طالبان اور خطے میں موجود دیگر گروپس پاکستان اور افغانستان سے امریکی استعماریت ونظامِ کفر کا خاتمہ کر کے خلافت کا قیام کرنے کے عزائم کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر بہت کچھ محلِ نظر ہے۔ خطے میں کیے جانے والے آٹھ آپریشنز کے نتائج وثمرات نے ہی موجودہ صورتِ حال کی سنگینی کو جنم دیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومتی مشینری اور اُس کے پوشیدہ ادارے اصل صورتِ حال سے بخوبی آگاہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ فوج کے کنٹرول کے بعد سول انتظامیہ اس قابل ہوسکے گی کہ علاقے کا انتظام سنبھال سکے؟ یا پھر بھارت کے زیرِ انتظام کشمیر کی طرح وطنِ عزیز کے ان علاقوں کو بھی عسکری انتظامیہ کے ماتحت رکھا جائے گا؟ خوشنما الفاظ کے ذریعے اپنے آپ کو دھوکا دینا یا پھر عالمی استعمار کے پنجوں کو مضبوط کرنے کا ذریعہ بننا ہمارے لیے کیسے سودمند رہے گا؟ ان سوالات کا سامنا کرنے کے لیے ریاستی تھنک ٹینکس کو تیار رہنا چاہیے۔

سانحۂ ماڈل ٹاؤن لاہور اور پھر مسٹر طاہر القادری کی امارات ایئر لائنز کے سُرّمن رائی سے برآمدگی ملت اسلامیہ پاکستان کے ساتھ دو انتہائی سنگین مذاق ہیں۔ تازہ خبر ہے کہ سپریم کورٹ نے سندھ ہائی کورٹ کے فیصلے کو معطل کرتے ہوئے پرویز مشرف کو بیرون ملک جانے سے روک دیا ہے۔ ہم فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے سرِ دست صرف اتنا کہنے پر اکتفا کریں گے کہ:

اب کوئی اس میں کیا دلیل کرے
جس کو چاہے خدا ذلیل کرے

ہمارا میڈیا اور رمضان المبارک:

''میڈیا اور اداکاری'' کے عنوان سے چند گزارشات ہم نے گزشتہ شمارے میں کی تھیں۔ احوال جوں کے توں ہیں، کوئی اپنی روش سے پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں۔ یہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے اور اس میں رمضان نشریات کے نام سے جس بے ہودگی، بے حیائی اور اخلاق باختگی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، الامان والحفیظ۔ ہم پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے درخواست کرنا چاہیں گے کہ وہ بدی کے فروغ کا سبب نہ بنیں کہ یہ فساد کی جڑ ہے، اس نے نسل نو کے ایمان و عقیدے کو بھی برباد کر کے رکھ دیا ہے اور روزانہ بے شمار گھروں اور خاندانوں کی بربادی کا سبب بھی بن رہا ہے۔ اس پر مزید کچھ لکھنے کی بجائے ہم تنظیم اسلامی پاکستان کی طرف سے روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کے صفحہ آخر پر 21 / جون 2014ء کو چھپنے والے اشتہار کو اپنی تائید کے ساتھ شائع کر رہے ہیں، اس اُمید پر کہ:

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

خدارا! رمضان ٹرانسمیشن میں سنجیدگی اور متانت کا مظاہرہ کریں!
الیکٹرانک میڈیا کے نام ایک دردمندانہ اپیل

رمضان المبارک نزول قرآن کا مہینہ ہے جس میں رب کائنات کی لامحدود رحمتیں بارش کی مانند برستی ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے بعض ٹیلی ویژن چینل اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے رمضان ٹرانسمیشن کے عنوان کے تحت پروگراموں کو دلکش بنانے کی خاطر اس ماہ کے تقدس کو پامال کرتے ہیں۔ ہوتا تو یہ چاہیے کے ایسے پروگراموں میں جید علماء کرام اور مستند سکالرز کو بلایا جائے اور ان سے روزے کے مسائل کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک اور قرآن حکیم کے فضائل پر گفتگو کی جائے جس سے ناظرین کو اس ماہ کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ ہو اور وہ ان سے بھر پور طور پر استفادہ کر کے دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کر سکیں۔ لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ اس ماہِ مقدس میں بعض ٹی وی چینلز پر دینی پروگرام کے عنوان سے سٹیڈیم نما سٹوڈیوز میں عورتوں اور مردوں کی مخلوط محفلیں سجائی جاتی ہیں۔ انتہائی غیر سنجیدہ انداز میں انعامات اچھال کر محفل کو دانستہ طور پر مزاحیہ رنگ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مرد و زن کے قہقہوں کی بارش ہوتی ہے والہانہ انداز سے تالیاں پیٹی جاتی ہیں۔

آیئے غور کریں کے ہم ثواب کمانے کی بجائے دینی شعائر کا تمسخر اڑا کر کہیں عذاب خداوندی کو دعوت تو نہیں دے رہے؟